"دین میں آسانی ہے، سختی نہیں" اس کی وضاحت

دار الافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

1

ریفرنس نمبر: SAR-7651

تاریخ: 19-12-2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اِس مسئلے کے بارے میں کہ اسلام کا دائرہ تیسیر کیا ہے؟ حدیثِ مبارک "یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا" ترجمہ: (دین میں) آسانی پیدا کرو، سختی نہ کرو اور لوگوں کو خوشخبری سناؤ، انہیں متنفِّر یعنی خود سے دور نہ کرو) کا درست مَحمل کیا ہے؟ کیا اِس سے مراد یہ ہے کہ سہولت کے پیشِ نظر لوگوں کو اُن کی خواہشات کے مطابق چھوڑ دیا جائے اور احکاماتِ شرعیہ ہی نہ بتائے جائیں یا اِن الفاظِ حدیث کی مراد خاص اور محدود ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

دینِ اسلام فطری اور عالمگیر دین ہے۔ اِس کے احکام میں لوگوں کے اَحوال و طبائع کا خیال رکھا گیا ہے، اِسی لیے فرضیتِ احکام میں مکلَّفین کی حالت و استطاعت کی بہت رعایت رکھی گئی ہے، یعنی مکلف ہونا استطاعت اور قدرت سے مشروط ہے۔ اِسی طرح ہمارا اسلام معاملاتِ زندگی کو دانشمندانہ، آسان اور سہل طریقے سے سر انجام دینے کا دَرْس دیتا ہے۔ دینِ اسلام میں آسانی، نرمی اور تیسیر مسلسل دہرائے جانے والے اسباق ہیں۔

قرآن اور دائرہِ تیسیر:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ ترجمہ کنز العرفان: "اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔" (پارہ2، سورۃ البقرۃ، آیت185)

ایک اور جگہ فرمایا: ﴿لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ ترجمہ کنز العرفان: "اللہ کسی جان پر اس کی طاقت کے برابر ہی بوجھ ڈالتا ہے۔" (پارہ3، سورۃ البقرۃ، آیت286)

ایک مقام پر ہے: ﴿وَ مَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ ترجمہ کنز العرفان: "اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔" (پارہ17، سورۃ الحج، آیت78)

روزوں کے معاملے میں حکمِ تیسیر یوں بیان کیا: ﴿وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ﴾ ترجمہ کنز العرفان: "اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو، تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے۔" (پارہ2، سورۃ البقرۃ، آیت185)

پانی دستیاب نہ ہونے کی صورت میں سہولت کا حکم یوں دیا گیا: ﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ ترجمہ کنزالعرفان: اور ”اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے ہم بستری کی ہو اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔“

(پارہ5، سورۃ النساء، آیت43)

اِسی حکم کو دوسری جگہ سورۃ المائدۃ میں ذکر کرتے ہوئے یوں بیان فرمایا: ﴿مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے۔“ (پارہ6، سورۃ المائدۃ، آیت6)

ایک جگہ یوں فرمایا گیا: ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”اللہ چاہتا ہے کہ تم پر آسانی کرے اور آدمی کمزور بنایا گیا ہے۔“ (پارہ5، سورۃ النساء، آیت28)

مذکورہ بالا آیات کے علاوہ دیگر بہت سی آیتیں ہیں جن میں سہولت اور آسانی پر مبنی احکامات کو ذکر کیا گیا ہے۔ اشارۃً چند احکامات درج ذیل ہیں۔

(1) حج کی فرضیت کو استطاعت کی سہولت کے ساتھ مشروط کیا گیا۔

(2) خطاءً قتل ہونے کی صورت میں حکمِ قصاص نہیں رکھا گیا، بلکہ دیت مقرر کی گئی، کیونکہ قاتل نے عمداً قتل نہیں کیا تھا، لہٰذا اُس کی جان بچائی گئی اور دیت مقرر کی گئی۔

(3) کفارہِ ظہار میں تیسیراً تین اختیارات دیے گئے۔ اولاً غلام کو آزاد کرنا، ورنہ مسلسل ساٹھ روزے، ورنہ ساٹھ مساکین کو دو وقت کا کھانا کھلانا۔

(4) کفارہِ یمین میں بھی تیسیر یعنی نرمی کو رکھا گیا۔

(5) مقروض کی تنگدستی اور مجبوری کی بناء پر قرض دینے والے کو حکمِ تیسیر و رِفق (نرمی) دیا گیا۔

(6) اضطراری حالات میں ہمارا دینِ فطرت وُسعت کا وسیع باب کھولتا ہے، جس کے احکامات ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ بہت سی ممنوعہ اشیاء کے بقدرِ ضرورت استعمال کو جائز قرار دے دیتا ہے۔

(7) جس تدریجی انداز میں شراب کو ممنوع کیا گیا، وہ اسلام کے اصولِ تیسیر کی بڑی واضح دلیل ہے۔

احادیث اور دائرہِ تیسیر!

بخاری شریف میں ہے: ”عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إني لأقوم في الصلاة أريد أن أطول فيها فأسمع بكاء الصبي فأتجوز في صلاتي كراهية أن أشق على أمه“ ترجمہ: نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور میری خواہش ہوتی ہے کہ نماز کو لمبا کروں، مگر میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں، تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں، کیونکہ اِس بات کو برا سمجھتا ہوں کہ اُس کی ماں کے لیے آزمائش پیدا کروں۔

(صحيح البخاري، جلد1، باب من أخفّ الصلاة عند بكاء الصبي، صفحہ98، مطبوعہ کراچی)

بخاری شریف میں ہی دوسری جگہ ہے: ”عن ابی مسعود الانصاری قال: قال رجل: یارسول اللہ لا اکاد

ادرک الصلاۃ مما یطول بنا فلان، فما رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی موعظۃ اشد غضبا من یومئذ، فقال: ایھا الناس انکم منفرون فمن صلی بالناس فلیخفف فان فیھم المریض والضعیف وذا الحاجۃ"

ترجمہ: حضرت ابو مسعود انصاری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے عرض کی کہ یارسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! ہو سکتا ہے کہ میں جماعت کے ساتھ نماز ادا نہ کر سکوں، کیونکہ فلاں شخص ہمیں بہت طویل قراءت کے ساتھ نماز پڑھاتا ہے، حضرت ابو مسعود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں کہ میں نے نصیحت کرنے کے لحاظ سے اُس دن سے زیادہ کبھی نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو جلال میں نہیں دیکھا، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم اللہ کے بندوں کو دِین سے دور کرتے ہو، اب جو شخص بھی لوگوں کو نماز پڑھائے اُسے چاہیے کہ قراءت میں تخفیف کرے، کیونکہ نمازیوں میں بیمار، کمزور جان اور ضرورت مند لوگ بھی ہوتے ہیں۔

(صحیح البخاری، جلد1، باب الغضب فی الموعظۃ والتعلیم اذارای مایکرہ، صفحہ19، مطبوعہ کراچی)

ایک جگہ فرمایا: "إن الدين يسر، ولن يشاد الدين أحد إلا غلبه" ترجمہ: بے شک دین آسان ہے اور جو شخص بھی دین پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا، اُس پر دین غالب آجائے گا۔

(صحیح البخاری، جلد1، کتاب الایمان، صفحہ17، مطبوعہ دارطوق النجاۃ، بیروت)

جب حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھما کو یمن روانہ فرمانے لگے، تو انہیں یوں ہدایات ارشاد فرمائی: "یسرا ولا تعسرا، وبشرا ولا تنفرا، وتطاوعا ولا تختلفا" ترجمہ: تم دونوں (وہاں جاکر لوگوں کے لیے) آسانیاں پیدا کرنا، انہیں تنگی میں نہ ڈالنا۔ خوشخبریاں دینا، متنفر نہ کرنا۔ آپس میں ایک دوسرے کی معاونت کرنا اور آپس میں اختلافِ رائے نہ کرنا۔ (صحیح البخاری، جلد4، باب مایکرہ من التنازع، صفحہ65، مطبوعہ دارطوق النجاۃ، بیروت)

مسلم شریف میں ہے: "عن جابر أنه قال: صلّى معاذ بن جبل الأنصاري لأصحابه العشاء، فطول عليهم، فانصرف رجل منّا فصلّى، فأخبر معاذ عنه، فقال: إنه منافق. فلمّا بلغ ذلک الرجل دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبره ما قال معاذ، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: أتريد أن تكون فتّاناً يا معاذ! إذا أمّمت الناس فاقرأ بـ الشمس وضحاها، و سبح اسم ربك الأعلى، واقرأ باسم ربك، والليل إذا يغشى" ترجمہ: حضرت جابر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل انصاری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے ساتھیوں کو عشاء کی نماز لمبی پڑھائی، ہم میں سے ایک آدمی نے علیحدہ نماز ادا کی، حضرت معاذ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کو اُس کے بارے میں خبر دی گئی، تو انہوں نے کہا کہ وہ منافق ہے، جب اُس آدمی کو خبر پہنچی، تو اس نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت معاذ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی بات بتائی، تو نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت معاذ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: کیا تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالنا چاہتے ہو؟ لہٰذا اے معاذ! جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو "الشَّمْسِ وَضُحَاهَا"، "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى"، "اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ" اور "وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى" کے ساتھ نماز پڑھا کرو۔

(صحیح المسلم، جلد1، باب القراءۃ فی العشاء، صفحہ187، مطبوعہ کراچی)

مسندِ احمد میں ہے: ”إن عائشة، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ: لتعلم يهود أن في ديننا فسحة، إني أرسلت بحنيفية سمحة“ ترجمہ: حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں کہ ایک روز نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: یہودی جان لیں کہ ہمارے دین میں وُسعت ہے، بے شک میں حنیف اور آسانی والے دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ (مسندِ احمد، جلد 41، صفحہ 349، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ)

سوال میں ذکر کردہ حدیث اور اُس کی مراد:

جس حدیثِ مبارک کو سوال میں ذکر کیا گیا، اُس کی مراد خاص اور محدود ہے، جسے شارِحینِ حدیث اور کثیر علمائے دین نے ذکر کیا ہے، حدیثِ بخاری پر تفصیلی کلام دیگر شروحاتِ بخاری کی بنسبت شرح ابنِ بطّال میں تفصیلی ہے، جسے نیچے بیان کیا جائے گا۔ الغرض اُس حدیث سے معاذاللہ یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ فرائض وواجبات میں آسانی کے پیشِ نظر چھوٹ دے دی جائے اور جس کا جب دل کرے وہ اپنے فاسِد گمان کے مطابق سہولت کی گردان پڑھتے ہوئے فرائض اور واجبات ترک کرنے کی جرأت کرے، کیونکہ دین میں کتنی سختی اور کتنی نرمی ہے، یہ سب سے زیادہ اللہ کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جانتے ہیں اور رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فیضان سے فقہائے کرام جانتے ہیں۔ اب اگر بنظرِ ایمانی دیکھا جائے تو ”یسروا ولا تعسروا“ والے فرمان کی دوسری جانب سینکڑوں احادیث کا وہ مجموعہ بھی نظر آئے گا کہ جن میں خود ”یسروا ولا تعسروا“ فرما کر رحمت و شفقت کا اظہار فرمانے والے، رحمتِ دوعالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے عبادات اور کثیر احکامات کو لازم قرار دیا، بلکہ اُن کے عملی طریقے اور تاکیدات وترہیبات کو بھی بیان فرمایا، لہٰذا حدیث کی یہ مراد سمجھنا کہ فرائض وواجبات میں من مرضی کی جائے تو ایسی سوچ کے خلافِ دین اور خلافِ منشائے ربانی ہونے میں کوئی شک نہیں۔

حدیثِ مبارک میں آسانی پیدا کرنے اور تنگی سے بچانے کی مراد یہ ہے کہ اگر دینِ اسلام کسی معاملے میں رخصت اور سہولت مہیا کرتا ہے، یا کرنے اور نہ کرنے، ہر دو طرح کا اختیار دیتا ہے، تو ایسے معاملات میں سختی نہ کی جائے، بلکہ موقع محل دیکھ کر مناسب انداز میں حکمِ شرع بیان کر دیا جائے، مثلاً اشراق وچاشت اور دیگر نوافل، فرض ولازم نہیں ہیں، لہٰذا لوگوں کو اِس نوعیت کے احکام کا سختی سے پابند بنانے کی کوشش نہ کی جائے، ورنہ وہ دین سے دور ہو جائیں گے۔ ہاں نوافل کی محبت پیدا کرنے کے لیے فضائل بیان کرتے رہا جائے، تاکہ آہستہ آہستہ وہ نوافل بھی پڑھنے لگیں کہ بلاشبہ نوافل اللہ کے قُرب کا بہترین ذریعہ ہیں۔

اِسی طرح مرض اور مریض کی صورتِ حال کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارا دینِ اسلام نماز، روزہ اور دیگر کئی معاملات میں رخصت فراہم کرتا ہے، جس کے تفصیلی احکامات قرآن وحدیث اور کتبِ فقہ میں موجود ہیں، لہٰذا اگر کوئی شخص مریض ہو اور شریعت میں اُس شخص کے لیے رخصت کی گنجائش موجود ہو، تو اُسے شریعت کی بیان کردہ رخصت وسہولت بیان کی جائے اور تنگی میں نہ ڈالا جائے، مثلاً ایک شخص کسی بھی طرح کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادِر نہیں ہے، تو اُسے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی رخصت بتائی جائے۔ بیٹھ کر پڑھنے سے عاجِز کو لیٹ کر اشاروں سے پڑھنے کا مسئلہ بتایا جائے۔

الغرض ”یسروا“ یعنی لوگوں کو سہولت دینے کا دائرہ صرف اُسی قدر اور اُن ہی معاملات میں ہے کہ جن میں ”

شریعت ”ہمیں سہولت مہیا کرتی ہے اور ” لا تعسروا “ یعنی لوگوں کو تنگی میں نہ ڈالنے کا حکم بھی اُن چیزوں کے بارے میں ہے کہ جن میں تنگی اور سہولت برابر ہے یا وہاں شریعت سہولت ور خصت مہیا کر دیتی ہے، تو وہاں سہولت کے مطابق حکم دینے اور تنگی سے بچانے کا حکم ہے۔ جہاں تک فرائض اور دیگر تمام ضروری شرعی احکامات کا معاملہ ہے، تو وہ اپنی جگہ لازم اور ضروری ہیں، کیونکہ یہ اُسی مہربان خدا کے لازم کیے ہوئے احکامات ہیں کہ جو مخلوق پر آسانی چاہنے والا، طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالنے والا اور دین میں کسی بھی طرح کی تنگی نہ رکھنے والا ہے۔

سوال میں ذکر کی گئی حدیث کی مراد اور محمل کیا ہے؟ اِس کی وضاحت کرتے ہوئے ابو الحسن ابنِ بطّال رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 449ھ / 1057ء) لکھتے ہیں: ”قال الطبری: ومعنی قولہ: (یسروا ولا تعسروا) فیما کان من نوافل الخیر دون ما کان فرضا من اللہ، وفیما خفف اللہ عملہ من فرائضہ فی حال العذر کالصلاۃ قاعدا فی حال العجز عن القیام، وکالإفطار فی رمضان فی السفر والمرض وشبہ ذلک فیما رخص اللہ فیہ لعبادہ وأمر بالتیسیر فی النوافل والإتیان بما لم یکن شاقا ولا فادحا خشیۃ الملل لھا ورفھا، وذلک أن أفضل العمل إلی اللہ أدومہ وإن قل، وقال علیہ السلام لبعض أصحابہ: (لا تکن کفلان کان یقوم اللیل فترکہ) قال غیر الطبری: ومن تیسرہ علیہ السلام أنہ لم یعنف البائل فی المسجد ورفق بہ۔۔۔ قال علیہ السلام: (ھلک المتنطعون) وبلغ النبی أن قوما أرادوا أن یختصوا وحرموا الطیبات واللحم علی أنفسھم فقام النبی علیہ السلام وأوعد في ذلک أشد الوعید، وقال: (لم أبعث بالرھبانیة وإن خیر الدین عند اللہ الحنفیة السمحة، وإن أھل الکتاب ھلکوا بالتشدید شددوا فشدد علیھم)۔۔۔ وأما اجتھادہ علیہ السلام فی عبادۃ ربہ فإن اللہ کان خصہ من القوۃ بما لم یخص بہ غیرہ۔۔۔ فأما سائر شھور السنۃ فإنہ کان یصوم بعضہ ویفطر بعضہ، ویقوم بعض اللیل وینام بعضہ، وکان إذا عمل عملا داوم علیہ، فأحق من اقتدی بہ رسول اللہ الذی اصطفاہ اللہ لرسالتہ وانتخبہ لوحیہ“

ترجمہ: امام طبری رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا کہ ” یسروا ولا تعسروا “ کا معنی یہ ہے کہ نفلی کاموں میں آسانی پیدا کرو اور تنگی نہ کرو، یعنی وہ کام ہرگز مراد نہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرض ولازم ہیں۔ (” یسروا ولا تعسروا “ کا معنی یہ بھی ہے کہ) اُن فرض کاموں میں بھی آسانی پیدا کرو کہ جن کے بجالانے میں اللہ تعالیٰ نے تخفیف اور آسانی کا حکم دیا ہے، مثلاً کھڑے ہونے سے عاجز ہونے کی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا، حالتِ سفر یا حالت مرض میں روزہ چھوڑنا اور اِس جیسے دیگر رخصت پر مشتمل فرائض وواجبات کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رخصت اور آسانی مہیا کی ہے۔ (” یسروا ولا تعسروا “ کی مراد میں سے یہ بھی ہے کہ) نفلی کاموں میں آسانی اور اُنہیں اُس طریقے سے بجالانے کا حکم دینا کہ جو مشقت اور دِل اُچاٹ کرنے والا نہ ہو، تاکہ اُن نوافل کی ادائیگی میں دل اکتاہٹ سے بچے اور بخوشی کرتا رہے۔ یہ یعنی سہولت مہیا کرنے کا حکم اِسی لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں افضل عمل وہ ہے کہ جو اگرچہ تھوڑا ہو، مگر ہمیشہ ہو۔ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی اپنے بعض اصحاب سے یہی فرمایا تھا کہ اُس شخص کی طرح نہ ہو جانا کہ جس نے قیام اللیل شروع کیا، مگر پھر چھوڑ دیا۔ امام طبری رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے علاوہ دیگر علماء نے فرمایا: نبی پاک کے نرمی اختیار کرنے کا ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ آپ نے مسجد میں پیشاب

کرنے والے اعرابی کے ساتھ سختی نہیں برتی، بلکہ نرم اور مشفقانہ رویہ اختیار فرمایا۔ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: حد سے بڑھنے اور غلو اختیار کرنے والے ہلاک ہوگئے۔ یونہی نبیِ رحمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تک یہ بات پہنچی کہ کچھ لوگ خود کو قوتِ جماع سے محروم کرنے، پاکیزہ چیزوں اور گوشت کو خود پر حرام کرلینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ (یہ خبر پہنچتے ہی) نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کھڑے ہوئے اور اِس معاملے پر شدید وعیدیں بیان کیں اور فرمایا: مجھے رہبانیت یعنی کلی طور پر دنیا سے لاتعلقی اختیار کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔ بے شک اللہ کے ہاں سب سے بہتر دین وہ ہے، جو باطل سے جدا اور آسان شرعی احکامات پر مشتمل ہو۔ بے شک اہلِ کتاب احکام میں بے جا سختیاں پیدا کرنے کے سبب ہلاک ہوئے، چنانچہ خدا کی جانب سے اُن پر بھی سختی کر دی گئی۔ جہاں تک بذاتِ خود نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا عبادات کی ادائیگی میں خوب کوشش فرمانے کا معاملہ ہے، تو وہ صرف اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں خصوصی قوت عطا فرمائی تھی، جو کسی اور کو نہیں دی گئی۔ البتہ روزوں کے متعلق سال بھر کا معاملہ یہ تھا کہ کبھی کبھار روزہ رکھتے اور بعض اوقات چھوڑ دیتے، یونہی رات کا کچھ حصہ عبادت کرتے اور کچھ دیر آرام فرمایا کرتے تھے۔ آپ جب بھی کسی عمل کو شروع فرماتے، تو اُس پر مداومت اختیار کرتے۔ خلاصہ یہ ہے کہ سب سے بڑھ کر جس ہستی کی اتباع کا حق ہے، وہ ہستی اللہ کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ مبارک ہے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور وَحی کے لیے چن لیا ہے۔

(شرح صحیح البخاری لابن بطّال، جلد 9، صفحہ 302، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، ریاض)

فقیہِ اعظم ہند، مفتی شریف الحق امجدی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1421ھ/2000ء) "بشروا ولا تنفروا" کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "بشارت کے معنی اچھی خبر دینا۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ نو مسلم ہیں یا جو بچے قریب البلوغ ہیں، انہیں دین کا رفتہ رفتہ پابند بناؤ۔ والیانِ مملکت اور حکام پر لازم ہے کہ لوگوں پر شفقت و مہربانی رکھیں، اُن پر اُن کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔ لوگوں کو اللہ کی رحمت، اُس کے فضل و کرم کی امید دلائیں، لوگوں کے سامنے اُس کے وسعتِ کرم و رحم کو بیان کریں، صرف اُس کی شانِ قہر و جلال نہ بیان کریں، ایسا برتاؤ نہ کریں کہ لوگ بھڑک اٹھیں۔"

(نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 421، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

14 جمادی الاولی 1443ھ/19 دسمبر 2021ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے